مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی

فطرۃ اللہ یہی ہے کہ حق کیلئے پائیداری
ہے اور باطل کیلئے فرار و ذلت، حق غالب آتا ہے
باطل گھن گرج کے ساتھ اٹھتا ہے اور اسی طرح
پسپائی اختیار کرتا ہے حق کی ابتداء کمزوری
سے ہوتی ہے اور دن بدن مضبوطی
اختیار کرتا ہے

مولانا محمد شریف جالندھری رح

جلد ۳

۲۳ تا ۲۹ جمادی الثانی ۱۴۰۵ مطابق ۱۷ تا ۲۳ مارچ ۱۹۸۵

شمارہ ۳۸

خصائل نبویؐ برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل گھر میں پڑھنے کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارن پوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حدثنا ابو سلمۃ یحییٰ بن خلف حدثنا عمر بن علی المقدمی عن مسعر بن کدام عن ابی اسحٰق عن عاصم بن ضمرۃ عن علی انہ کان یصلی قبل الظہر اربعا وذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیھا عند الزوال و یمد فیھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے۔ اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان چار رکعت کو پڑھتے تھے ان میں طویل قراۃ پڑھتے تھے۔

فائدہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ان چار رکعات میں بہتر یہ ہے کہ سورۃ بقرہ پڑھے ورنہ کوئی ایسی سورت جو سو آیتؐ سے زیادہ ہو۔ تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع طویل قرأت میں ہوجائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل گھر میں پڑھنے کا ذکر

نوافل کا گھر میں پڑھنا ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً اور فعلاً متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہے اور بہت سی مصالح اس میں ملحوظ ہیں۔ منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ نماز کی برکات سے گھر میں برکت اور نورانیت بڑھے۔ گھر کے لوگ نماز کو دیکھیں اور ان کو بھی شوق پیدا ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بعض احادیث میں آیا ہے کہ نماز کا کچھ حصہ گھر میں ادا کیا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یعنی جیسا کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی یا جیسا کہ مردے نماز نہیں پڑھتے تمہارے گھر بھی قبرستان کے مشابہ بن جائیں ایسا نہ کرو۔ اس باب میں مصنفؒ نے ایک ہی حدیث ذکر فرمائی ہے۔

۱۔ حدثنا عباس العنبری حدثنا عبدالرحمٰن بن مھدی عن معٰویۃ بن صالح عن العلاء بن الحارث عن حرام بن معٰویۃ عن عمہ عبداللہ بن سعد قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی بیتی والصلوٰۃ فی المسجد قال قد تریٰ ما اقرب بیتی من المسجد فلان اصلی فی بیتی احب الی من ان اصلی فی المسجد الا ان تکون صلوٰۃ مکتوبۃ۔

۱۔ عبداللہ بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نوافل مسجد میں پڑھنے افضل ہیں یا گھر میں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے (جس کی وجہ سے مسجد کے آنے میں کسی قسم کی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود) فرائض کے علاوہ مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد سے زیادہ پسند ہے۔

فائدہ نوافل کا چونکہ مبنیٰ اخفاء پر ہے۔ اس لیے ان کا گھر میں پڑھنا افضل ہے تاکہ اخفاء کامل ہے۔ ریاکاری سے بُعد ہوجائے البتہ فرائض وغیرہ جن کا اخفاء مناسب نہیں

باقی ص ۸ پر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

کراچی
ختم نبوت

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۳۸

فہرست

۱۔ خصائل نبوی ؐ
حضرت شیخ الحدیث ؒ ۳

۲۔ گلدستہ معرفت
حضرت سید حسین صاحب مدظلہ ۴

۳۔ ابتدائیہ
جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا ۵

۴۔ مرزا قادیانی کے تین متضاد موقف
مولانا تاج محمد فقیر والی ۶

۵۔ کلمہ دوستی
مولانا زاہد الراشدی صاحب ۹

۶۔ کلمہ کا ادب
مولانا محمد ازہر صاحب ۱۲

۷۔ قادیانیوں کی عرضداشت کے خلاف پاکستان کا موقف ۱۵

۸۔ قادیانیوں کی کلمہ مہم کیوں ہے؟
جناب رؤف طاہر صاحب ۱۶

۹۔ ختم نبوت کانفرنس پشاور کے مطالبات ۱۷

۱۰۔ تعزیتی پیغامات ۱۹

۱۱۔ وفاق المدارس کے نتائج ۲۰

۱۲۔ دعوت حفظ ایمان ۔ حضرت انور شاہ صاحب کشمیری ۲۰

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ـــ ۷۵ روپے
ششماہی ـــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ـــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
امجد محمود

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/۸ سائٹ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

ملفوظات

حضرت اقدس سید حسین صاحب مدظلہ علی گڑھ انڈیا۔

مرتبہ: حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب

گلدستہ معرفت

مقام عبرت

فرمایا کہ ہمارے اندر سے دین کی یعنی قرآن و حدیث کی تعلیمات تقریباً مفقود ہوتی جارہی ہے۔ جہاں بچے نے پڑھنا شروع کیا اس کو دنیوی فنون و صنعت کی کتابیں ہاتھ میں پکڑا دی جاتی ہیں۔ ان فنون لطیفہ کو سکھانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارا بیٹا دو روٹی کمائے، بلکہ اب تو بیٹیوں کو بھی روٹی کمانا سکھایا جارہا ہے۔ خواہ ان کی آخرت نذر آتش ہوجائے، اس کی نحوست ایسی ہے کہ ان کو اب دو روٹی بھی ان فنون کے ذریعہ مشکل ہوگیا ہے، اور اس کے مصداق نظر آرہے ہیں۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اس پر طرہ یہ ہے کہ معاش اور روزگار کی تعلیم سے دین و اخلاق کی تعلیم پورے طور سے کالعدم ہوگئی ہے۔ جب خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہی نہ ہوگا۔ تو خشیت اور تقویٰ کہاں سے پیدا ہوگا۔ چنانچہ اولاد کے زندقہ اور الحاد کی طرف کھینچنے کی ذمہ داری کلیۃً والدین پر ہے، مگر ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

فرمایا کہ اس عالم میں زندگی ہے تو دل کی زندگی سے، اور دل کی زندگی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہے، کیونکہ حیات کا مقصود ہی ذکر ہے جس سے کہ لمحات زندگی زندہ و تابندہ ہوتے ہیں۔ جو لمحہ اور سانس اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزری وہ بیداری اور حیات ہے۔ بس بندہ کو لازم ہے کہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ اور شاداب رکھے۔

چنانچہ یہ چہروں پر افسردگی اور دل میں پژمردگی اسی سے ہے کہ ذکر الٰہی میں بہت کمی ہوگئی۔ جس سے عالم کی برکت اور رونق ہی اٹھ گئی ہے۔ اس راز کو آشکارا کرنا بندگان مومن کا کام ہے کہ صرف مادیات کی سرگرمی اور ظاہری ہماہمی سے عالم خوابیدہ جاگ نہیں سکتا۔ ان مادہ پرستوں کو خبر نہیں کہ ظاہر کی آرائش سے باطن کی معموری ہرگز نہیں ہوسکتی، بلکہ سب کام ترک کرکے پہلے ذکر خدائے عزوجل میں لگ جائیں پھر دیکھیں کہ عالم میں کیا تابانی و درخشاں آتی ہے۔

ذکر میں مشغولیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سب کاروبار زندگی ہی بند کردیئے جائیں اور سب لوگ خانقاہ میں بیٹھ جائیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ذکر الٰہی کو ہر کام پر فوقیت رکھا جائے۔ آج جو یہ رہا ہے کہ جملہ امور کو خالق تعالیٰ کی یاد پر فوقیت دے دی گئی ہے۔ اور زبان و قلب کو ذکر الٰہی سے بند کرلیا ہے۔ کسی اہل دل کا مقولہ ہے کہ "دل بیار، دست بہ کار" جس کا مطلب یہ ہے کہ کام ہاتھ سے کیجئے اور دل کو ذکر میں مشغول رکھیے۔ اس کو معطل اور غافل مت رکھئے، کیونکہ اس کی پژمردگی کا سبب یہی ہے کہ اس سے کام نہیں لیا جارہا ہے۔ دل کا کام ذکر الٰہی ہے ہاتھ سے نہیں ہوسکتا اور ہاتھ کا کام دل سے نہیں ہوسکتا اور نہ دل کرسکتا ہے، یہ

باقی ص ۸ پر

ابتدائیہ

عہد کیجئے

قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ختم ہوگئے۔ جیتنے والے جیت گئے، ہارنے والے ہار گئے۔ یوں تو ہمارا کسی بھی سیاسی جماعت سے سروکار نہیں ہے لیکن ہم نو منتخب ہونے والے ارکان اسمبلی کی خدمت میں اسلام کی نسبت سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

ملک اسلام کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ اور یہ ملک مسلمانوں کا ہے اور ارکان اسمبلی نے بھی اسلام کے نام پر ووٹ حاصل کئے ہیں۔ لہٰذا ہم ارکان اسمبلی سے عرض کرتے ہیں آپ عہد کیجئے کہ :

- ہم اس ملک میں اسلام کے نفاذ کو اولیت دیتے ہوئے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔
- ہم چادر اور چار دیواری کا صحیح معنوں میں تحفظ کریں گے۔
- ہم ملک سے رشوت ستانی، چوری اور ناانصافی کو ختم کریں گے۔
- ہم اسلامی اقدار کا تحفظ کریں گے۔

چونکہ اس ملک میں جو بھی پہلے سربراہ اقتدار آیا اس نے اسلام کے نام کو بہت استعمال کیا لیکن اسلامی نظام کا خواب ابھی تک شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اس کام پر توجہ ہی نہیں دی۔ اور اگر کسی نے قوم کے مطالبہ پر کچھ کوشش کرنے کی سعی کی تو اس کے راستے میں کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی، کمیونسٹ جیسے لوگ رکاوٹ بنتے رہے، اور اب تک بن رہے ہیں۔ اب جب کہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو قوم نے ریفرنڈم میں آئندہ پانچ سال کے لیے صدارت کے عہدے پر فائز رہنے کے لیے ووٹ دیا کہ وہ ملک میں نفاذ اسلام کی تکمیل کریں۔ لہٰذا ہم امید تو یہی کرتے ہیں کہ وہ اپنے عہدہ صدارت میں ہی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ اور ارکان اسمبلی اس کام میں ان کی پوری طرح معاونت کریں گے۔

ارکان اسمبلی کی خدمت میں ایک اہم ترین گذارش کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ کیونکہ یہ اسلام کا بنیادی جزو ہے۔

اراکین اسمبلی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مسلمانان پاکستان نے اس مسئلہ پر ۵۳ء، ۷۴ء، ۸۴ء میں بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ۷۳ء کے آئین میں ترامیم کی گئیں اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۸۴ء میں انٹی قادیانی صدارتی آرڈیننس کا نفاذ ہوا۔

لہٰذا تمام اراکین اسمبلی کا فریضہ ہے کہ وہ قادیانی آرڈیننس جس کے تحت قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات کے

استعمال سے روکا گیا ہے، اور اپنے آپ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمان کہلانے یا اپنے عقیدے کو "اسلام" کہنے اور اپنے عقیدے کی دعوت دینے اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے ـــــ کو دستور کا جز بنانے کی مکمل جدوجہد کریں۔

یہ کلمہ کا تحفظ ہے

قادیانیوں کی طرف سے آج کل ایک مہم چل رہی ہے۔ جس کو انھوں نے "کلمہ مہم" کا نام دیا ہے۔ اس مہم میں قادیانی اپنے سینہ پر بیج لگاتے ہیں۔ اپنی عبادت گاہوں کی دیواروں پر کلمہ طیبہ آویزاں کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ چند ہفتوں سے جاری ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایسا کرنا قادیانی آرڈیننس نمبر ۲۰ مجریہ ۱۹۸۴ء ۲۹۸ کے خلاف ہے پھر بھی نہیں ہچکچاتے، گویا ان کا یہ اقدام آرڈیننس کے ساتھ مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بغاوت پر آمادہ ہیں۔

اس سلسلے میں اگرچہ پولیس نے پنجاب کے بعض علاقوں میں اور کراچی میں گذشتہ دنوں کارروائی کی ہے ـــــ گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ لیکن ہماری اطلاع کے مطابق ابھی کراچی کے بعض علاقوں میں ان کے عبادت خانوں پر کلمہ طیبہ کے بورڈ بدستور لگے ہوئے ہیں۔

قادیانیوں کی یہ حرکت سوائے شرانگیزی کے کچھ بھی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ "لندن" سے انہیں تازہ ہدایات ملی ہیں۔ گذشتہ دنوں بھی قادیانیوں کی طرف لوگوں کو خطوط لکھے گئے تھے۔ بسوں، ریل گاڑیوں میں لفافوں میں بند قادیانی کتب کی تقسیم بھی ہوئی تھی، اور لفافے پر "دینی کتب ہیں انہیں غور سے پڑھیے" لکھا گیا تھا۔ تاکہ لوگوں کو پڑھنے پر آمادہ کیا جاسکے۔

ہم نے نوٹس لیتے ہوئے انہی صفحات میں مسلمانوں کو قادیانیوں کی اس نئی شرارت سے آگاہ کیا تھا، اور بتایا تھا کہ قادیانی، کلمہ طیبہ کو محض بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں جو ان کی چالوں سے واقف نہیں۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر اس صورت حال کا نوٹس لے اور ملک بھر میں تمام قادیانی عبادت گاہوں سے کلمہ طیبہ کو مٹائے۔ ہمارا یہ مطالبہ کلمہ کی توہین نہیں بلکہ کلمہ کا تحفظ ہے۔

وحی اور نزول جبرائیل

مرزا غلام احمد قادیانی کے تین موقف

تحریر:- مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیروالی

پہلا موقف

(۱) "اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے۔ درانحالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی"

(حمامۃ البشریٰ ص۳۴ مصنفہ غلام احمد قادیانی)

(۲) "ظاہر ہے کہ یک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے۔ اور صرف ایک ہی فقرہ جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر آنی شروع ہوگئی۔ تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ . . . اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہمیشہ کے لیے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۵۳۴)

(۳) "قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو" (ازالہ اوہام ص۵۸۳)

(۴) "رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے"

(ازالہ اوہام ص۶۱۴)

(۵) "پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی"

(ایام الصلح ص۱۴۶)

دوسرا موقف

(۱) "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ

اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۳۹)

(۲) "کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہوجائے۔" (جنگ مقدس صفحہ ۹۷)

(۳) "میں نبی نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۳)

تیسرا موقف

(۱) "یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔ اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے جس میں براہ راست خداتعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳)

(۲) "اور میں جیسا کہ قرآن مجید کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۳) "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توراۃ اور انجیل اور قرآن پر" (اربعین ۴، صفحہ ۲۵)

"آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک و وحید

(در ثمین صفحہ ۲۸۷ نزول المسیح صفحہ ۹۹)

(۴) "آمد نزد من جبرائیل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را و اشارہ کرد خدا ترا از دشمناں نگہ خواہد داشت" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۴۳)

بقیہ : خصائص نبوی

وہ مسجد میں ہی افضل ہیں جیسے طواف کعبہ کی رکعتیں اور صلوٰۃ التراویح وغیرہ۔ صلوٰۃ التراویح گرچہ فرائض میں نہیں لیکن رمضان المبارک کا خصوصی امتیاز ہے اور جماعت اس میں مسنون ہے۔ اور اسی طرح ہر وہ نماز جو جماعت سے ادا کی جاتی ہو جیسے کسوف کی نماز کا اظہار مقصود ہے۔ اس لیے ان کا مسجد میں پڑھنا اولیٰ ہے۔

بقیہ : گلدستہ

کیا کہ دل تو اپنے کام سے غافل ہے اور ہاتھ چل رہا ہے دونوں سے کام لینا ہی عقلمندی کی بات ہے۔

جب دونوں اپنا اپنا کام کرتے ہیں جبھی ہر کام میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ دل جو بادشاہ جسم ہے جب خود اپنا کار منصبی کرے گا تو ہاتھ پیر وجملہ دیگر اعضائے بدن بھی جو دل کی رعیت کے مثل ہیں اپنا کار منصبی خوب خوب کریں گے۔

چونکہ دل سے اس کا کام لیا نہیں لیا گیا ہے اس لیے ہم کو خبر بھی نہیں کہ وہ کتنے کام کی چیز ہے اور اسی لیے ہم اور دل دونوں ایک دوسرے سے غافل ہیں۔ پس اس کی غفلت کو یاد الٰہی سے دور کیجیے، ارشاد ہے:-

اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا خوب کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو

تاکہ اس کی یاد دل میں بس جائے اور سوتے جاگتے اس کا ذکر کرتا رہے، اس طرح بدن سوتے گا اور دل جاگے گا اس طرح سے جب اللہ کی یاد دل میں بس جاتی ہے تو وہ بھی دل سے نہیں جاتی اور جن بندوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد بس جاتی ہے وہ اللہ کے ولی کہلاتے ہیں۔

یہ کلمہ دوستی ہے نہ کہ کلمہ دشمنی

تحریر:- مولانا ابو عمار زاہد الراشدی (گوجرانوالہ)

قادیانیوں نے ان دنوں اپنے سینے پر کلمۂ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے بیج آویزاں کرکے سڑکوں پر گھومنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اور مختلف شہروں میں متعدد قادیانی اس سلسلہ میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ یہ گرفتاریاں دراصل مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مطالبہ پر قادیانیوں کے بارے میں صدارتی آرڈیننس پر عملدرآمد کے ضمن میں ہو رہی ہیں۔ لیکن ان گرفتاریوں پر قادیانی راہنماؤں کے علاوہ متعدد مسلمان لیڈروں نے بھی احتجاج کیا ہے۔ اور گرفتاریوں کے اس سلسلہ کو ایک اقلیت پر زیادتی اور اس کے بنیادی حقوق اور مذہبی آزادی کے منافی قرار دیتے ہوئے اس پر تنقید کی ہے۔ ان لیڈروں میں پنجاب کے سابق وزیراعلیٰ جناب حنیف رامے اور معروف قانون دان جناب اعتزاز احسن شامل ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ضمن میں مرکزی مجلس عمل کے مطالبات اور حکومت کی احتسابی مہم کے پس منظر اور ضرورت کا جائزہ لینے کے ساتھ اس سے اختلاف کرنے والے راہنماؤں کے بیانات کے اہم نکات پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے تاکہ مسئلہ کے سارے پہلو قوم کے سامنے آسکیں اور یہ بات واضح ہو جائے کہ زیادتی اور ناانصافی ملت اسلامیہ کے جذبات کی ترجمانی کرنے والے علماء کر رہے ہیں؟ یا اس کا ارتکاب اپنی نام نہاد مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنے والی اقلیت کی طرف سے ہو رہا ہے۔

جہاں تک کلمہ طیبہ کے استعمال سے روکنے اور ان کی عبادت گاہوں اور دیگر مقامات سے کلمہ طیبہ مٹانے کا مطالبہ کا تعلق ہے۔ اس کا باعث تنگ نظری یا عناد نہیں بلکہ اصول و نظریات ہیں۔ اور اسے تنگ نظری یا عناد سے تعبیر کرنا زیادتی ہے۔ اگر بات تنگ نظری کی ہوتی تو پاکستان میں دوسری غیر مسلم اقلیتیں بھی آباد ہیں۔ عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی اور دوسرے مذاہب کے افراد یہاں بستے ہیں مگر علماء نے ان کے بارے میں اس قسم کے مطالبات نہیں کیے۔ اور نہ ہی کسی کے خلاف مہم چلائی ہے بلکہ علماء کی اس معاملہ میں فراخدلی کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ ۴۷ء میں جب پاکستان کے قیام کے وقت دونوں طرف سے آبادی کا وسیع پیمانے پر تبادلہ ہوا تو پاکستان کے مختلف علاقوں سے ہندو اور سکھ کثیر تعداد میں نقل مکانی کرکے بھارت چلے گئے مگر قلات کی ریاست وہ واحد خطہ ہے جہاں سے ہندوؤں نے وطن چھوڑنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اور اب تک وہاں ہندوؤں کی ایک معقول تعداد آباد ہے اور کاروبار کر رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ریاست کے نواب خان احمد یار خان مرحوم اور ان کے وزیر مولانا شمس الحق افغانی مرحوم نے غیر مسلموں کو اپنی طرف سے یہ یقین دلایا کہ ان کی جان و مال اور آبرو کو کوئی خطرہ نہیں ہے ریاست میں اسلامی قوانین نافذ ہیں۔ اور اسلام غیر مسلم اقلیتوں کا مکمل تحفظ کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ یہ دونوں بزرگ پاکستان کے حامیوں میں سے تھے۔ اور ان کی یقین دہانی پر قلات میں غیر مسلموں کو نقل مکانی کرنے کا ارادہ ترک کرنا پڑا۔ اگر مسئلہ تنگ نظری کا ہوتا تو اس تنگ نظری اور عناد کا مظاہرہ دیگر غیر مسلم اقلیتوں کے خلاف بھی ہوتا

لیکن آج تک ایسا نہیں ہوا۔ اس لیے لازماً ہمیں اس کا کوئی کھوج اور باعث تلاش کرنا ہو گا۔ اور وہ ہے قادیانیوں کا خود کو زبردستی مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش، جس کے لیے وہ مسلمانوں کی مخصوص مذہبی علامات کو اختیار کرنے پر مصر ہیں اور مسلم علماء انہیں اس کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

ایک بات بالکل واضح ہے کہ قادیانی اور مسلمان مذہب کے اعتبار سے ایک نہیں ہیں۔ اور اس پر دونوں کا اتفاق ہے قادیانی خود کو مسلمانوں سے الگ ایک مذہبی گروہ قرار دیتے ہیں اور مسلمان بھی انہیں الگ غیر مسلم گروہ سمجھتے ہیں۔ قادیانی زعماء نے اپنی تصریحات میں خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے دیگر مسلمانوں کو کافر قرار دے رکھا ہے۔ اور ملت اسلامیہ نے اجماعی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے۔ اسی بنیاد پر ملک پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا اور موجودہ حکومت نے اس آئینی فیصلے کے قانونی تقاضوں کی تکمیل کے لیے صدارتی آرڈیننس کی شکل میں قانون سازی کی ہے۔ اس سلسلہ میں ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ آج قادیانی گروہ کے افراد ملک کے آئینی اور قانونی فیصلہ کو قبول کرنے میں جھجک محسوس کر رہے ہیں۔ جب کہ ۱۹۴۷ء میں قادیانیوں نے یہ فیصلہ اپنے ہاتھوں سے تحریر کر دیا تھا۔ جب قیام پاکستان کے وقت پنجاب کی تقسیم ہو رہی تھی تو ضلع گورداسپور جس میں قادیان واقع ہے۔ اس کی پوزیشن یہ تھی کہ اگر قادیانی خود کو مسلمانوں کے ساتھ شامل کرتے تو یہ ضلع مسلم اکثریت کا ضلع قرار دیا جاتا اور پاکستان کا حصہ بنتا لیکن قادیانیوں نے اس وقت خود کو مسلمانوں سے الگ قرار دیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند اور ایم۔ ایم احمد قادیانی کے باپ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی نے ضلع گورداسپور کا ایک نقشہ مرتب کیا جس میں ہندوؤں، سکھوں، مسلمانوں اور قادیانیوں کو الگ الگ مذاہب کے پیروکار شمار کیا گیا ہے۔ اس نقشہ کی بنیاد پر ریڈ کلف کمیشن نے قادیانیوں کو غیر مسلموں میں شمار کر کے ضلع گورداسپور کو غیر مسلم اکثریت کا ضلع قرار دے کر ہندوستان کا حصہ بنا دیا اور بات یہاں تک محدود نہیں رہی بلکہ اس فیصلہ کی رو سے ہندوستان کو کشمیر کا راستہ ملا اور بھارتی افواج نے کشمیر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا کیونکہ بھارت سے کشمیر کو جانے والا ایک ہی راستہ ہے جو گورداسپور سے جاتا ہے اس کے سوا اس وقت کوئی اور راستہ نہ تھا۔ اور اگر گورداسپور بھارت کا حصہ نہ بنتا تو کشمیر پر بھارتی قبضہ کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ اس طرح پاکستان کے لیے کشمیر کا مسئلہ اور جھگڑے کی جنگی کیفیت پیدا کرنے کی تمام تر ذمہ داری ــــــ قادیانیوں پر عائد ہوتی ہے۔ یہ نقشہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کی لائبریری میں موجود ہے۔ اور ملک کے معروف تاریخ نگار جانباز مرزا نے اسے اپنی تازہ تر تصنیف "تحریک ختم نبوت" کے آخری باب میں شائع کیا ہے۔ الغرض قادیانی گروہ ہر مرحلہ میں خود کو مسلمانوں سے الگ مذہبی گروہ کی حیثیت دینے کے باوجود بعض مخصوص مفادات کے لیے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا چاہتا ہے اور اسی مقصد کے لیے کلمہ طیبہ، مسجد، اذان اور دیگر اسلامی اصطلاحات و شعائر استعمال کرنے پر ڈٹا ہوا ہے۔ تاکہ دنیا میں ان شعائر و علامات کے ذریعہ قادیانیوں کو مسلمان سمجھا جائے اور اس اشتباہ کے عالم سے وہ ان مقاصد و عزائم کی تکمیل کر سکیں جن کے لیے اس گروہ کے استعماری آقاؤں نے اس کی آبیاری کی تھی۔

مسلم علماء اپنے مطالبات کے ذریعہ اس اشتباہ کو ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ کیونکہ کلمہ طیبہ، مسجد اور اذان مسلمانوں کی مخصوص علامات ہیں جن سے ان کی پہچان ہوتی ہے اور اپنی پہچان اور امتیاز کا تحفظ ہر فرد اور طبقہ کا ایسا قانونی اور اخلاقی حق ہے جس کی نفی نہیں کی جا سکتی اور اس حق کو دنیا کا ہر سیاسی، قانونی اور اخلاقی نظام ایک جائز اور ناگزیر حق کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ مذہبی تشخص اور امتیاز تو بہت بلند و بالا بات ہے۔ ہمارے روزمرہ کے معاملات میں بھی اس اشتباہ کو کوئی قانون گوارا نہیں کرتا۔ اور جو تشخص، امتیاز علامت اور نشان کسی گروہ کے ساتھ مخصوص ہو جائے قانون کسی اور گروہ کو اس امتیاز اور علامت استعمال کرنے کا حق نہیں دیتا۔

محترم رامے صاحب اور جناب اعتزاز احسن نے کلمہ طیبہ لکھنے والے قادیانیوں کی گرفتاری کو بڑی آسانی سے زیادتی اور ناانصافی سے تعبیر کر دیا ہے۔ لیکن اس کے نتائج پر غور کرنے کی زحمت نہیں فرمائی کیونکہ اگر ان کا موقف تسلیم کر لیا جائے تو پھر جعلسازی اور فراڈ کے سدباب کے لیے نافذ تمام قوانین کو غیر منصفانہ

اور جعلسازوں کے بنیادی حقوق کے منافی قرار دے کر ختم کرنا پڑے گا۔

رامے صاحب معروف سیاستدان ہیں۔ کالعدم پاکستان مساوات پارٹی کے چیئرمین ہیں۔ اور انہوں نے علامت کے طور ایک پرچم بھی مخصوص کر رکھا ہے۔ اور ان کے علاوہ کوئی اور سیاستدان کالعدم پاکستان مساوات پارٹی کا بورڈ اپنے دفتر پر آویزاں کرکے اسی پرچم کے سائے تلے خود کو محمد حنیف رامے قرار دینے کا اعلان کردے۔ تو محترم رامے صاحب کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ خود ان کی منطق کی رو سے یہ ان کے نام نامی کے ساتھ ساتھ ان کی پارٹی کے پرچم کی سربلندی اور پارٹی کی تشہیر ہے۔ اور اگر کوئی اور شخص ایسا کرتا ہے۔ تو اس میں رامے صاحب اور ان کی پارٹی کا آخر کیا نقصان ہے؟

رامے صاحب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ قادیانی اگر کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے یا لکھتے ہیں۔ تو اس میں "محمد رسول اللہ" سے ان کی مراد مدینہ طیبہ والے حضرت محمد بن عبداللہ نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں کیونکہ خود مرزا صاحب آنجہانی نے تصریح کی ہے کہ انہیں آسمانی وحی میں (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ قرار دیا گیا ہے اور پھر قادیانیوں کا مقصد اس کلمہ کی تشہیر سے مسلمانوں کے کلمہ کی اشاعت نہیں بلکہ اشتباہ پیدا کرکے خود کو مسلمانوں کی صف میں دکھانا ہے تاکہ اس اوٹ میں استعمار کی ایجنٹی کے فرائض کو باحسن طریق انجام دیا جا سکے۔

جناب اعتزاز حسن معروف قانون دان ہیں۔ ان سے قانون کی زبان میں ہی کچھ عرض کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اور یقیناً وہی اس مسئلہ کی بہتر وضاحت فرما سکیں گے۔ کہ ایک فرم جو کافی عرصہ سے ایک نام اور ٹریڈ مارک کے ساتھ کام کر رہی ہے اور وہ نام اور ٹریڈ مارک رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ مارکیٹ میں اس کا تعارف اس کی ساکھ دیکھ کر اسی نام اور ٹریڈ مارک کے ساتھ ایک اور فرم اپنا مال سپلائی کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اس دوسری فرم کو قانون کی زبان میں جناب اعتزاز حسن کیا عنوان دیں گے۔ اور اگر قانون کے محافظ ادارے پہلی فرم کے نام اور علامت کے تحفظ کے لیے دوسری فرم کو جعلساز قرار دیتے ہوئے فراڈ کا کیس درج کرکے اس کے مالکان کو حوالہ زندان کردیں تو کیا جناب اعتزاز حسن اس کاروائی کو ظلم قرار دے کر بنیادی حقوق کی دہائی دینا شروع کر دیں گے؟ محترم اعتزاز حسن صاحب کے سامنے اس بات کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسلام اور مسلمان کا نام ڈیڑھ ہزار برس سے مسلمانوں کے لیے مخصوص ہے اور کلمہ طیبہ، مسجد اور اذان اس مذہب اور ملت کی مخصوص علامات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن سے مسلمانوں کی پہچان ہوتی ہے اگر کوئی اور گروہ یا طبقہ اس نام یا ان علامات میں سے کسی علامت کو اختیار کرتا ہے تو قانون کی معروف زبان میں اسے فراڈ اور جعلسازی کے سوا اور کوئی عنوان نہیں دیا جا سکتا۔ اور مسلم علماء اسی جعلسازی اور فراڈ کو ختم کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اسی لیے قانون کی عملداری اور اصولوں کی بالادستی کا تقاضہ ہے کہ جناب محمد حنیف رامے اور جناب اعتزاز حسن صاحب قادیانیوں کی جعلسازی کی حمایت کرنے کی بجائے ملت اسلامیہ اور تحریک ختم نبوت کے اس مطالبہ کی تکمیل کی مہم میں شریک ہوں۔ جس کا مقصد مسلمانوں کے مخصوص مذہبی شعائر کا تحفظ اور قادیانیوں کو ان کے استعمال سے باز رکھنا ہے کیونکہ انصاف، قانون اور عدل کی یہی پکار ہے۔

اس ضمن میں ایک اور سوال پر نظر ڈال لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو ایسے موقع پر عام طور پر کیا جاتا ہے اور بہت سے متعلقہ افسران بھی الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کہ کیا کلمہ طیبہ کو مٹانا اس مقدس کلمہ کی توہین نہیں ہے؟ یہ سوال اور الجھن اگرچہ کلمہ طیبہ کے ساتھ مسلمان صدرجہ عقیدت و محبت اور اس کے ادب و احترام کی خوشگوار علامت ہے۔ لیکن اس موقع پر اس سوال کا پیدا ہو محض غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ کسی مقدس اور قابل احترام چیز کا تقدس اور حرمت۔ جہاں اس کے ادب و احترام کا تقاضہ کرتی ہے۔ وہاں یہ بھی اس کی حرمت و تقدس کا ہی پہلو ہے۔ کہ اسے نامناسب مقامات سے بچایا جانا چاہیے۔ مقدس چیز کا تقدس وہیں محفوظ ہوتا ہے جہاں اس کا اصل مقام ہو اور اس کے صحیح مقام سے ہٹا کر ایسی جگہ رکھ دیا جائے جو اس کے شایان شان نہ ہو تو ایسے موقع پر اس کا وہاں سے ہٹانا ہی اس کی حرمت و تقدس کا تقاضہ بن جاتا ہے۔ اب یہی کلمہ

طیبہ ہے۔ اسے اگر مسجد یا گھر کی پیشانی پر لکھا جائے تو یہ اس کا احترام اور اس کے ساتھ محبت کی علامت ہے۔ لیکن اگر اسے شراب خانہ یا سینما کے دروازے پر لکھ دیا جائے تو یہ اس کی توہین ہے اور اسے وہاں سے مٹانا ہی اس کے ادب و احترام کا صحیح تقاضہ ہے۔

اس کی مثال ہمیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں بھی ملتی ہے جب آپؐ نے مدینہ منورہ میں کلمہ گو کافروں کی تعمیر کردہ "مسجد ضرار" کو گرانے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ یہ مسجد بنانے والے "کلمہ گو" تھے۔ انہوں نے مسجد کے نام سے عبادت گاہ تعمیر کی تھی۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس میں پہلی نماز پڑھانے کی درخواست کی تھی۔ لیکن قرآن کریم میں خود اللہ رب العزت نے اس "مسجد" کو "ضرار" کفر اور تفریق بین المسلمین کی علامت قرار دیا۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ صرف اس میں جانے سے روک دیا بلکہ ان کلمہ پڑھنے والوں کے کلمہ کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ حالانکہ وہ لوگ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہی پڑھتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی مسجد اور کلمہ دونوں کی نفی بھی فرمادی اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیج کر اس "مسجد" کو گرانے اور نذر آتش کرنے کا حکم صادر فرمایا حالانکہ مسجد خدا کا گھر ہے۔ اس کا ادب و احترام ہر مسلمان پر ضروری ہے اور مساجد کے آداب پر محدثین اور فقہا نے اپنی تصانیف کے مستقل اور طویل باب قائم کیے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود نہ صرف اسے نذر آتش کر دیا گیا بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس جگہ کے ساتھ نفرت کے مستقل اظہار کے لیے وہاں غلاظت ڈیر (کناستہ) قائم کر دیا گیا کیونکہ مسجد کی حرمت اسی بات کا تقاضہ کر رہی تھی کہ اسے کلمہ گو کافروں کے تصرف سے محفوظ رکھا جائے۔

الغرض مسجد اذان اور کلمہ طیبہ کے استعمال سے قادیانیوں کو روکنے کا مطالبہ ایک جائز اور منصفانہ مطالبہ ہے جس کی تکمیل کے لیے حکومت، انتظامی افسران، علماء کرام اور دانشوروں کو بھرپور تعاون کرنا چاہیے۔

تاہم قادیانیوں کے جائز حقوق سے کوئی انکار نہیں بلکہ ہم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود کو عملاً اقلیت کے دائرہ میں مخصوص کریں۔ اور اگر وہ اپنے گرد اقلیت کا دائرہ تسلیم کرنے کی بجائے مسلمانوں میں شامل ہونے یا اہل اسلام کی علامات و شعائر استعمال کرکے خود کو مسلمان ظاہر کرنے کی پالیسی جاری رکھیں تو مسلمانان پاکستان ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔

حیدرآباد دکن بھارت سے ایک خط

بسم اللہ تعالیٰ

حیدرآباد
۱۷۔۱۱۔۸۴

محترم! سلام مسنون

شہر حیدرآباد (ہند) میں قادیانیوں کا ایک مرکز ہے جس سے قادیانیت کی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ اور انجمن دیندار کا فتنہ تو اسی شہر میں پیدا ہی ہوا تھا۔ بہرحال یہ دونوں فتنے اس شہر میں موجود ہیں۔

آپ حضرات ان دونوں فتنوں کو دبانے کے لیے قیمتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس لیے براہ کرم ہفت روزہ ختم نبوت کا پرچہ ذیل پر اجراء فرمائیں۔ اور آپ کی شائع کی ہوئی کتب بھی ارسال فرمائیں

والسلام

رحیم الدین انصاری
معتمد دارالعلوم حیدرآباد (دکن)
انڈیا۔

کلمہ طیبہ کا ادب

تحریر: مولانا محمد ازہر۔ مدیر ماہنامہ الخیر۔ ملتان

۱۱ فروری کے "جنگ لاہور" میں حنیف رامے صاحب نے فیصل آباد میں قادیانیوں پر ہونے والی "زیادتی" پر خاصی برہمی کا اظہار کیا ہے۔ ان کی تحریر سے محسوس ہوتا ہے کہ قادیانیوں کے ساتھ انہیں بہت زیادہ ہمدردی ہے اور اس کے مقابلے میں مسلمانوں اور مسلمانوں کے دین کے بارے میں کافی حد تک سرد دل ہیں۔

قصہ دراصل یہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد ۲۶ اپریل ۸۴ کو ایک صدارتی آرڈیننس کے تحت اس امر کا پابند کردیا گیا تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ "مسلم" نہیں کہلا سکتے اور نہ اپنے عقیدے کو "اسلام" کہہ سکتے ہیں۔ اس گروہ کا کوئی فرد جو دوسروں کو تقریر یا تحریر یا واضح علامت یا کسی بھی اور طریقے سے اپنے عقیدے کی دعوت دیتا ہو اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہو، وہ تین سال قید کی سزا، نیز جرمانے کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

اس صدارتی آرڈیننس کا مقصد کسی پاکستانی کے جائز حقوق کو غصب کرنا نہیں بلکہ ایک نظریاتی مملکت کے تحفظ مقتضیات پر عمل درآمد ہے۔ مگر قادیانیوں نے اس کے اجراء کے بعد مختلف طریقوں سے سادہ لوح عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ ان کے خلاف یہ کاروائیاں محض "چند افراد" کے ایماء پر کی جارہی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ختم نبوت کا تحفظ امت کا کوئی دینی اور اجماعی مسئلہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی ظالم کسی کے جائز حقوق غصب کرے اور اس پر ایک مدت بیت جائے تو وہ ظالم اس ظلم کو اپنا حق تصور کرتا ہے۔ اور جب اسے ظلم سے روکا جائے تو وہ اسے اپنی حق تلفی گردانتا ہے۔ یہی معاملہ پاکستان میں قادیانیوں کے بارے میں ہوا۔ وہ دینی و ملی اعتبار سے مسلمانوں سے جدا ایک امت ہیں۔ اور اسلام کے اساسی عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں ان کے نظریات مسلمانوں سے یکسر جدا اور مختلف ہیں۔ اس لیے ضروری تھا کہ ابتداء ہی انہیں مسلمانوں سے الگ تشخص دیا جاتا تاکہ نوبت بایں جا رسید' والی بات نہ ہوتی۔ مگر افسوس کہ ایک عرصہ تک ایسا نہ ہوا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے تمام شعائر علامات اور خصائص کے استعمال کو قادیانیوں نے اپنا حق تصور کیا جو سراسر ظلم تھا۔ آج جب اس ظلم سے روکنے کے لیے ان کا ہاتھ پکڑا گیا ہے تو اسے حق تلفی اور غیر عادلانہ رویے کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں قادیانیوں سے بڑھ کر جناب حنیف رامے صاحب سے شکوہ ہے کہ ان جیسے واقفِ حقیقت اور بالغ النظر شخص نے بھی قادیانیوں کی حمایت میں حقائق سے یکسر اغماض کر لیا ہے۔ کیا رامے صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ قادیانی انکارِ ختم نبوت کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں؟ کیا انہیں یہ علم نہیں کہ قادیانیوں کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے سے عامۃ الناس کے مبتلائے گمراہی ہونے کے واضح خطرات موجود ہیں؟ کیا وہ نہیں جانتے کہ خلاف واقع کسی چیز کا ادعا' شرعاً قانوناً اور اخلاقاً جرم ہے۔ یہ ایک قسم کا نفاق اور خداع (دھوکہ دہی) ہے؟

رامے صاحب ہی فرمائیں کہ حکومت پاکستان کے جاری کردہ سول اور فوجی تمغہ جات اور اعزازات اگر کوئی ایسا شخص اپنے سینے پر آویزاں کرے جسے وہ عطا نہیں کیے گئے تو قانون میں یہ منع ہے یا نہیں؟ اگر یہ منع ہے تو کیا کلمہ طیبہ کی حیثیت آپ کے نزدیک کانسی، پیتل یا چاندی کے میڈل کے برابر بھی نہیں کہ آپ اس کے لیے اہل اور غیر اہل کی تقسیم کرتے ہیں۔ مگر کلمہ طیبہ کو اپنے سینے پر لگانے کے لیے کوئی معیار مقرر نہیں کرتے۔ کیا خدا کی طرف سے دیے گئے اعزازات کی وقعت و حیثیت آپ کے نزدیک حکومتی اعزاز کے برابر بھی نہیں؟ ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

کلمہ طیبہ کسی شخص کے مسلمان ہونے اور مسلمانوں کے تمام عقائد کے پابند ہونے کی ایک علامت ہے۔ اس علامت اور شعار کے استعمال کا وہی شخص مجاز ہے۔ جو واقعتاً مسلمانوں کے سے عقائد کا حامل ہو۔ جو شخص قرآن و سنت کی تصریحات اور اجماع امت کی روشنی میں خارج از اسلام ہو اس کا مسلمانوں کے کلمہ کو استعمال کرنا چہ معنی دارد۔ رامے صاحب ہی کے دور حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ آج جس صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی پر قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور رامے صاحب اس پر برہم ہیں۔ یہ اسی فیصلہ کی تکمیل ہے۔ کہ جب ایک شخص دستور پاکستان کے مطابق مسلمان ہی نہیں تو اسے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کا حق بھی نہیں تاکہ دوسرے لوگ اس کی وجہ سے گمراہی کا شکار نہ ہوں۔ باقی رامے صاحب نے تو قادیانیوں کی حمایت میں شاید کسی اپنی پرفیوژن کی بناء پر اپنا قلم چلایا ہو مگر ہم ان سے بھی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں۔ کہ جس کلمہ کے بیج کو انہوں نے اپنے سینے پر آویزاں کیا ہے اس کی حقیقت کو تھوڑا سا آگے اپنے دل تک بھی لے جائیں اور یہ کلمہ سینوں سے دل میں اتر جائے۔ اختلاف صرف اتنا ہی ہے کہ کلمہ طیبہ مسلمان کے دل میں ہے اور قادیانیوں کی قمیض کے اوپر، وہ قمیض تو قابل احترام ہے کہ اس پر کلمہ طیبہ مرقوم ہے لیکن صاحب قمیض اسی وقت لائق عزت ہوگا جب وہ کلمہ اس کے دل میں اتر جائے اور وہ بھی کلمہ کو اسی تفصیل کے ساتھ قبول کرلے جس تفصیل کے ساتھ آج تک پوری امت تسلیم کرتی چلی آئی ہے اور قیامت تک کرتی رہے گی۔

بقیہ: ختم نبوت کانفرنس

قادیانیوں کے حمایتی اور لادین عناصر اس آرڈیننس کے مکمل نفاذ میں روڑے اٹکاتے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو پشاور میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کے مطالبات نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ اور وہ حکومت اور عوام کی گہری توجہ کے مستحق ہیں۔

کانفرنس میں قادیانیوں کو ملک کے اہم اور کلیدی عہدوں سے برطرفی کے مطالبہ کے علاوہ مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کی از سرنو تحقیقات کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس سلسلے میں جن سرکاری اہلکاروں نے اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دیئے۔ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ عوام کو اس سلسلے میں ہونے والی اب تک کی کاوشوں سے آگاہ کیا جائے۔ اور مرزا طاہر کو فرار میں مدد دینے والے سرکاری اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی جائے، اس کے علاوہ قادیانی آرڈیننس پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کرایا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت ان مطالبات کا سنجیدگی سے نوٹس لے اور ہماری دانست میں' اسی میں حکومت اور ملک و ملت دونوں کی بھلائی ہے۔ (بشکریہ روزنامہ الوحدت پشاور ۱۹۔ فروری ۸۵ء)

بقیہ: دعوت حفظ ایمان

حکومت کشمیر کو تنبیہ کرنا چاہتا ہے۔ کہ کادیانی عقیدہ کا آدمی عالم اسلام کے نزدیک مسلمان ہے۔ لہذا حکومت کشمیر اہل اسلام اور مذہب قدیمی اہل کشمیر کی رعایت کرتے ہوئے کادیانیوں کی بھرتی اسکولوں اور محکموں میں نہ کرے۔ ورنہ اختلال امن کا اندیشہ ہے۔

محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ

از دیوبند۔ محلہ خانقاہ

۱۲۔ ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ

۱۲۔ ذی قعدہ کو ایک عظیم الشان جلسہ زیر اہتمام انجمن "امداد الاسلام دیوبند" منعقد ہوا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ نے تاریخ اسلام پر تبصرہ فرماتے ہوئے فتنۂ کادیان پر مفصل تقریر فرمائی اس کے بعد تحریر بالا پڑھ کر سنائی گئی اور تمام حاضرین جلسہ نے خواہش کی کہ اس کو طبع کراکر شائع کیا جائے۔

قادیانیوں کی عرضداشت کے خلاف پاکستان کا موقف طے کرلیا گیا

اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق میں قادیانیوں نے زیادتی کے الزامات لگائے ہیں۔

اسلام آباد میں ۲۰ فروری کو اعلیٰ سطح کا ایک اجلاس دو روز جاری رہنے کے بعد ختم ہوگیا۔ اجلاس میں اقوام متحدہ کے کمیشن برائے بنیادی حقوق کے لیے حکومت پاکستان کا "بریف" تیار کیا گیا۔ بریف خاص طور پر اس عرضداشت کے پیش نظر تیار کیا گیا ہے جو قادیانیوں نے کمیشن کے سامنے پیش کی ہے۔ کمیشن کا یہ اجلاس آج کل جنیوا میں ہورہا ہے جہاں ایک اطلاع کے مطابق قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا طاہر اور دوسرے قادیانی رہنما موجود ہیں۔ قادیانیوں نے کمیشن سے یہ شکایت کی ہے کہ ان کے ساتھ پاکستان میں وہ سلوک نہیں ہورہا ہے جو کسی بھی ملک میں اقلیتوں کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اسلام آباد کے اجلاس میں دوسرے اعلیٰ حکام کے علاوہ پاکستان کے ڈپٹی اٹارنی جنرل نے بھی شرکت کی۔ خیال ہے کہ پاکستان کا وفد قادیانیوں کی شکایت کا جواب لے کر جلد جنیوا روانہ ہوجائے گا۔ "بریف" ان حقائق کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہے کہ کسی قادیانی کو پاکستان میں اس کے عقائد کی وجہ سے ملازمت سے علیحدہ نہیں کیا گیا اور نہ ہی زندگی کے کسی شعبہ میں ان سے امتیازی سلوک کیا جارہا ہے۔ قادیانیوں کے اخبارات، رسائل اور جرائد پوری آزادی سے پاکستان میں شائع ہورہے ہیں۔ ان کی عبادت گاہیں کھلی ہوئی ہیں البتہ اقلیت قرار دینے کے بعد انہیں مسلمانوں کے انداز میں عبادت کرنے سے منع کردیا گیا ہے۔ اسلام آباد کے اجلاس کی صدارت وزارت داخلہ کے سیکرٹری جنرل روائیداد خان نے کی۔ اجلاس میں وزارت اطلاعات و نشریات کے سیکرٹری لیفٹیننٹ جنرل مجیب الرحمان، وزارت مذہبی امور کے ایڈیشنل سیکرٹری انچارج چوہدری شوکت، وزارت عدل و انصاف اور وزارت خارجہ کے سیکرٹریوں نے بھی شرکت کی۔

(بشکریہ جسارت کراچی ۲۲ فروری ۱۹۸۵ء)

قادیانی خاتون ووٹر کو چیلنج

کراچی ۲۸ فروری (اسٹاف رپورٹر) حلقہ نمبر ۹۳ میں اک اک اسکول کے خواتین کے پولنگ اسٹیشن پر ایک امیدوار کی پولنگ ایجنٹ نے ایک ووٹر خاتون کو اس بنیاد پر چیلنج کیا کہ وہ قادیانی ہے۔ اور مسلم نشست کے لیے ووٹ نہیں دے سکتی۔ اس پر ان خاتون نے کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، میں مسلمان ہوں۔ لیکن وہ پولنگ ایجنٹ مصر تھیں کہ وہ ذاتی طور پر جانتی ہیں کہ وہ قادیانی ہیں۔ پریذائیڈنگ افسر نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی اس ووٹر خاتون کا نام فہرست میں موجود ہے۔ اور وہ اپنا شناختی کارڈ بھی پیش کررہی ہیں تو پولنگ ایجنٹ نے کہا میں اس الیکشن کو چیلنج کروں گی۔ پریذائیڈنگ افسر نے یہ کہہ کر خاتون ووٹر کو ووٹ دینے کی اجازت دے دی کہ میں قانون کی پابندی کروں گی آپ جو جی چاہے کریں۔ (روزنامہ مشرق یکم مارچ ۸۵ء)

قادیانیوں کی "کلمہ مہم" کیوں

تحریر: جناب رؤف طاہر صاحب

پنجاب میں قادیانیوں نے اشتعال انگیزی کا ایک نیا سلسلہ شروع کردیا ہے۔ انہوں نے لئے "کلمہ مہم" کا نام دیا ہے۔ قادیانی نوجوان اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر نکلتے ہیں جو ظاہر ہے کہ قادیانی آرڈیننس کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور جس پر مسلمانوں کا اشتعال میں آنا لازمی ہے۔ اسی "کلمہ مہم" میں قادیانیوں کی زیر ملکیت گاڑیوں کے شیشوں پر کلمہ طیبہ کے اسٹکر بھی چسپاں کیے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کے احتجاج پر بعض شہروں میں قادیانیوں کی گرفتاریاں بھی عمل میں آئی ہیں۔ جس پر جناب حنیف رامے، بیرسٹر اعتزاز حسن اور سید افضل حیدر جیسے "روشن خیال" اور "انسان دوست" رہنماؤں اور دانشوروں نے سخت اضطراب کا اظہار کیا ہے۔ ان کے خیال میں پاکستان کا "ملا" سخت تنگ ذہن اور تاریک خیال ہے۔ اور وہ کلمہ طیبہ کے فروغ پر خوش ہونے کے بجائے محض قادیانیت دشمنی میں اندھا ہو کر قادیانیوں کو گرفتار کروا رہا ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی "ملا" مسلمانوں ہی کے فرقوں کے بارے میں چاہے جتنا بھی متعصب اور متشدد ہو، یہ حقیقت ہے کہ اس "ملا" نے کسی غیر مسلم اقلیت کے خلاف کبھی کوئی ناروا حرکت نہیں کی۔ قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے بارے میں شرعی دلائل بے شمار، لیکن ان سب سے قطع نظر ان کی "کلمہ مہم" کے سلسلے میں ہمارے بعض دانشور اور انسان دوست رہنماؤں کے اضطراب اور احتجاج پر ہم ان سے صرف ایک سوال کرنا چاہیں گے۔ حنیف رامے اور اعتزاز حسن "مساوات" پارٹی اور تحریک استقلال کے رہنما ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص فی الواقع "مساوات" یا "استقلال" کا رکن نہ ہو یا کسی شخص کو "مساوات" اور "استقلال" سے خارج کیا جا چکا ہو، اور اس کے بعد بھی وہ اپنے سینے پر مساوات پارٹی یا تحریک استقلال کے بیج لگا کر لوگوں کو یہ دھوکہ دیتا پھرے کہ اس کا ان جماعتوں کے ساتھ تعلق ہے۔ تو جناب رامے اور اعتزاز حسن اس کے سینے سے یہ بیج اتروائیں گے یا نہیں؟ اس "دانشورانہ نکتہ آفرینی" سے قطع نظر قادیانیوں کی اس نئی مہم نے سوچنے سمجھنے والے ذہنوں میں متعدد شکوک وشبہات کو جنم دیا ہے۔ اس نازک مرحلے پر ان کی یہ "اشتعال انگیزی" کسی گہری سازش کا حصہ تو نہیں؟

بشکریہ جسارت کراچی ۱۴ فروری ۱۹۸۵ء)

بقیہ۔ نتائج وفاق المدارس

مندرجہ ذیل فضلاء نے درجہ مقبول میں کامیابی حاصل کی

۲، ۱۰، ۱۴، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۳۱، ۳۷

۴۳، ۴۸، ۵۳، ۵۴، ۵۸، ۵۹، ۶۲، ۷۵

۹۳، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۷، ۱۱۵، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۲۹

۱۳۰، ۱۳۲، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۷

۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۹۴، ۱۹۶

۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۹، ۲۳۰

۲۳۸، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۵۳، ۲۵۹، ۲۹۱،

ختم نبوت کانفرنس پشاور کے مطالبات

ختم نبوت کانفرنس کے مطالبات

پشاور میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں حکومت سے قادیانیوں کو ملک کے تمام اہم کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ہماری دانست میں ان کا یہ مطالبہ بالکل بجا ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ قادیانی اندرون ملک اور بیرون ملک جہاں بھی ان کو موقع ملتا ہے، پاکستان کی نظریاتی اساس اور سلامتی کو کمزور بنانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ حالیہ قادیانی آرڈیننس کے نفاذ کے باوجود قادیانیوں کے رویہ میں کوئی خاص فرق نہیں آیا۔ اور وہ بدستور خود کو مسلمان کہلانے پر بضد ہیں۔ اور ایک اطلاع کے مطابق انہوں نے حالیہ انتخابات میں اقلیتی فہرستوں میں اپنے ناموں کا اندراج بھی نہیں کرایا۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اسلام اقلیتوں کو ان کے تمام جائز حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ اور اس سلسلے میں پاکستان کا ریکارڈ قابل ستائش ہے۔ پاکستان میں اقلیتیں امن وسکون کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اور انہیں شکایت کا موقع نہیں دیا جاتا جب کہ پڑوسی ممالک خصوصاً بھارت نے اقلیتوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ آئے دن فسادات میں ہزاروں قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ مسلمانوں کے قتل عام اور ان پر ظلم و زیادتیاں تو کوئی نئی بات نہیں۔ حال ہی میں سکھوں کا جس بڑے پیمانے پر قتل عام کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے بھارت کی اقلیتیں خود کو قطعی غیر محفوظ سمجھنے لگی ہیں۔ اس لحاظ سے پاکستان میں اقلیتوں کی حالت پر نگاہ ڈالی جائے تو پاکستان کو اقلیتوں کی جنت قرار دینے کو مبالغہ آرائی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

دوسری اقلیتوں کی طرح قادیانیوں کو بھی امن وسکون اور اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن یہاں تو مسئلہ یہ ہے کہ اقلیت خود کو اقلیت تسلیم کرنے سے گریزاں ہے۔ بلکہ اکثریت پر حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہی ہے اور اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے قادیانیوں نے ملک کے اہم کلیدی عہدوں تک پہنچنے اور پالیسی ساز اداروں میں اپنا اثر ونفوذ بڑھانے کی کوششیں قیام پاکستان کے وقت ہی سے شروع کر دی تھیں۔ اور اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی رہے۔ اور ملک کے نہایت اہم اور پالیسی ساز اداروں میں ان کو اپنے قدم جمانے کا موقع مل گیا۔ اور اس لحاظ سے یہ طبقہ ملک کی نظریاتی اساس اور اس کی سلامتی کے لیے ایک خطرہ کی شکل اختیار کر گئے۔ ملک میں قادیانیوں کے خلاف چلنے والی حالیہ مہم کے نتیجے میں قادیانی آرڈیننس کا نفاذ کیا گیا۔ جس سے حالات میں کچھ بہتری واقع ہوئی۔ لیکن بیوروکریسی میں موجود

باقی صفحہ ۱۲ پر

مولانا محمد شریف جالندھری کی وفات پر

تعزیتی پیغامات

ربوہ ، جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا ۔ جس میں خطیب ربوہ مولانا خدابخش صاحب ، قاری بشیر احمد عثمانی ، قاری محمد اسحٰق صاحب ، شیخ منظور احمد صاحب ، قاری عبدالباری صاحب اور دیگر معززین شہر نے شرکت کی مولانا محمد شریف جالندھری رح کی وفات پر تعزیت کی گئی ۔ اور ان کی دینی خدمات کو خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے لیے خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا ۔ ان راہنماؤں نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عظیم مخلص رہنما سے محروم ہوگئی ہے ۔ جس کی تلافی ناممکن ہے ۔ مولانا مرحوم حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رح ، حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رح ، مولانا محمد علی جالندھری رح ، کے آخری ساتھی تھے ۔ جنہوں نے تقسیم ملک سے حضرت امیر شریعت رح کے ساتھ مجلس احرار اسلام میں اور تقسیم کے بعد زندگی کے آخری لمحات تک مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ، میں کام کرتے رہے ۔ حتیٰ کہ مولانا مرحوم کا جنازہ بھی دفتر سے اٹھایا گیا ، مولانا مرحوم کے لیے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی ۔ جملہ پسماندگان کے لیے صبر و جمیل اور مولانا مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لیے دعائیں کی گئیں ۔

سواد اعظم اہلسنت پاکستان ، کراچی ڈویژن کے عہدیداروں مولانا اقبال اللہ ، مولانا محمد حبیب نقشبندی ، مولانا بشیر احمد نقشبندی ، مولانا خان محمد ربانی ، خطیب عبدالرحمٰن ، مولانا احسان اللہ ہزاروی ، حافظ عبدالقیوم نعمانی ، محمد جمیل خان ، مولانا محمد عادل ، جاوید اقبال اور گل محمد ، مولانا شمس الحق مشتاق اور گلزار شاہ صاحب ، نے اپنے مشترکہ بیان میں مولانا محمد شریف جالندھری رح ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ، کی وفات کو ملت اسلامیہ کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے کہا کہ حضرت جالندھری رح کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے سلسلے میں جدوجہد ان کی مغفرت کے کافی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو صبر و جمیل عطا فرمائے ۔

پشاور ، مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا نور الحق نور نے مولانا محمد شریف جالندھری کی وفات پر اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ مولانا مرحوم نہ صرف مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی قائد تھے ۔ بلکہ آپ ہر مسلک اور عقیدے سے تعلق رکھنے والے خدام ختم نبوت کے عظیم رہنما اور اتحاد بین المسلمین کی علامت تھے ۔ آپ نے اس پیرانہ سالی میں ناموس ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جو ان تھک محنت کی وہ ہم سب کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے ۔ مولانا کی جدائی ایک طویل عرصہ تک محسوس ہوتی رہے گی ۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو مقام اعلیٰ عطا فرما کر ختم نبوت کے پروانوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق فرمائے ۔ مولانا رح کی جدائی کا غم ہم

سب کا مشترکہ غم ہے جس میں سب مسلمان برابر کے شریک ہیں

سواد اعظم اہلسنت پاکستان کے مرکزی قائدین حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب، مولانا مفتی احمد الرحمٰن، مولانا سلیم اللہ خان، مولانا اسفندیار خان نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی وفات پاکستان کے لیے عظیم سانحہ ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں آپ کے کارنامے ملت اسلامیہ کے لیے تاریخی دستاویز کی حیثیت سے یاد رکھے جائیں گے۔

سواد اعظم اہلسنت پاکستان کے قائدین نے حضرت موصوف رحمۃ اللہ کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ اور ان کے متعلقین اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے صبر جمیل کی دعا کی۔

سواد اعظم اہلسنت پاکستان حلقہ کینٹ بازار شارع فیصل کراچی کے ناظم نشر و اشاعت اور مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ کینٹ بازار شارع فیصل کراچی کے کنوینر عبدالناصر خان اور مجلس ہذا کے امیر جناب خالد بشیر و دیگر ممبران جماعت عاطف عفور راجپوت، محمد عمران خان، محمد شمیم (منا) سمیع اللہ خان، محمد ہارون، محمد نعمان، محمد اقبال و دیگر حضرات نے مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے انتقال پر ملال پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مرحوم نے علم دین اسلام میں مہارت حاصل کرکے اپنی تمام زندگی تبلیغ و اقامت دین اسلام اور باطل قوتوں خصوصاً قادیانیت کے خلاف جہاد کے مقدس مشن میں گذارتے ہوئے "وجاھدوا فی سبیل اللہ حق جہادہ" (اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جیسا اس کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ہے) کا حق ادا کردیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ، مولانا مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو ان کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

مانسہرہ، آج یہاں مدرسہ عربیہ قاسم العلوم میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی وفات پر تعزیتی اجلاس ہوا۔ طلباء مدرسہ نے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی۔ آخر میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس سے مہتمم مدرسہ مفتی محمد داؤد صاحب، مولانا فضل حق صاحب، مولانا محمود صاحب، مولانا زبیر شاہ صاحب اور قاری کہ افضل نے خطاب کیا۔ مقررین نے مولانا مرحوم کی خدمات کو سراہا اور تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں ان کی سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی۔ آخر میں ختم نبوت کے اس عظیم مجاہد کے لیے فاتحہ خوانی بھی کی اور اللہ تعالیٰ سے اپنے جوار رحمت میں جگہ دینے کی دعا پر اجلاس ختم ہوا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت شکر گڑھ کے امیر نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں کہا کہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ ناظم اعلیٰ کی وفات ایک ناقابل فراموش سانحہ ہے۔ اور ان کی لازوال خدمات جو مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیے وقف تھیں۔ ان کو ملت اسلامیہ ہمیشہ یاد رکھے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائیں۔ دریں اثناء مولانا مرحوم کے لیے ایصال ثواب بھی کیا گیا۔

رحیم یار خان، اخبار میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا سانحہ ارتحال پڑھ کر دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ مولانا کی وفات سے جو جماعتی احباب میں خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر کرنا مشکل بلکہ ناممکن سا لگتا ہے۔ مولانا تاج محمودؒ کی رحلت کا صدمہ کا زخم ابھی مندمل نہیں ہوا تھا کہ حضرت مولاناؒ کو اللہ تعالیٰ نے ہم سے جدا کرلیا۔ اس گئے گذرے دور میں مولانا مرحومؒ اسلاف کی نشانی تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے جملہ پسماندگان کو عموماً اور جماعتی کارکن و احباب کو خصوصاً صبر جمیل کے ساتھ مولانا مرحومؒ کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عاشق الٰہی، مدرس جامعہ فاروقیہ کچا لاڑاں ضلع رحیم یار خان

ساہیوال، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی، مولانا عبدالعلیم رائے پوری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے

مولانا مرحومؒ کے لیے دعائے مغفرت کی ہے۔ علاوہ ازیں دفتر مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی میں ایک تعزیتی اجلاس میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی خدمات کو شاندار خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

حافظ عبدالخالق ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت گھارو ضلع ٹھٹھہ سے لکھتے ہیں:

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے انتقال کی خبر پڑھی بے حد صدمہ ہوا۔ اس وقت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو مولانا مرحوم کی اشد ضرورت تھی مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام اجل آپہنچا۔ "کل نفس ذائقۃ الموت" ہر ایک انسان کو موت کا پیالہ پینا ہے۔ مجلس ایک بہت بڑے بے بدل سے محروم ہوگئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔ دریں اثناء ۲۰ فروری ۸۵ء کو صبح ۹ بجے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت گھارو میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس میں مولانا عبدالغفور امیر مجلس ضلع ٹھٹھہ کے علاوہ دیگر علماء نے شرکت کی۔ اور مولانا مرحومؒ کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی بعد ازاں ایصال ثواب بھی کیا گیا۔

بہاولپور سے آمدہ اطلاع کے مطابق مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے صدر مولانا غلام مصطفیٰ، رابطہ سیکرٹری مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، جنرل سیکرٹری مولانا عبدالحکیم، مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے عہدیداروں حاجی محمد ذکراللہ، حاجی سیف الرحمن حاجی عمر دین نے ایک مشترکہ بیان میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا جالندھریؒ کاروان بخاریؒ کے آخری حدی خوان تھے۔ ان کی وفات سے ملک ایک مجاہد آزادی، عاشق رسولؐ اور مجاہد تحریک ختم نبوت سے محروم ہوگیا۔ مولانا مرحومؒ اس افتراق و انتشار کے دور میں اتحاد امت کے نہ صرف داعی تھے اتحاد امت کی علامت تھے۔ مولانا مرحوم تمام مکاتب فکر میں یکساں قابل احترام تھے۔

انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے وقف کررکھی تھیں۔ مولانا کی رحلت کی خبر سنتے ہی بہاولپور کے اہم دینی اداروں دارالعلوم مدنیہ دارالعلوم اسلامی مشن، مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت میں مولانا مرحومؒ کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی۔ اور دعا کی گئی کہ خداوند قدوس مولانا مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

کراچی، مولانا محمد زکریا مہتمم مدرسہ انوار العلوم و ممبر صوبائی اسمبلی سندھ اپنے تعزیت نامے میں لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا مزاج انتہائی سادہ، تکلفات سے کوسوں دور تھے۔ ساری زندگی تحفظ ختم نبوت کے لیے جدوجہد میں گذاری۔ یہاں تک کہ اپنے مقدس مقصد میں پوری کامیابی حاصل کرکے سرخرو ہوکر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوگئے۔ خدا تعالیٰ کی ان پر کروڑہا رحمتیں نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھ جیسے گناہ گار کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دریں اثناء جناب محمد امیرزادہ سواتی، مولانا حبیب اللہ مدرس جامعہ عمر فاروق بفرزون کراچی نے بھی مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی شوریٰ کا ایک اجلاس ۴۔فروری ۸۵ء مرکزی دفتر ملتان میں ہوا۔ جس میں آئندہ انتخابات تک قائمقام ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری (خلف الرشید مولانا محمد علی جالندھریؒ) کو منتخب کیا گیا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نے

شہادۃ العالمیہ کے امتحان کے نتائج کا اعلان کر دیا

وفاق سے ملحق جامعات کے سالہائے گزشتہ کے فضلاء کا امتحان ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۸۵ء کو ملتان میں منعقد ہوا۔ تفصیلی نتائج درج ذیل ہیں۔

مندرجہ ذیل فضلاء درجہ جید جدا میں کامیاب ہوئے

۱۱ ، ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۶ ، ۱۹ ، ۲۳ ، ۲۴ ، ۲۵
۲ ، ۳ ، ۲۹ ، ۳۰ ، ۳۳ ، ۳۴ ، ۳۶ ، ۳۸
۴۲ ، ۴۴ ، ۴۵ ، ۵۲ ، ۵۵ ، ۶۰ ، ۶۲ ، ۶۳
۶۵ ، ۶۶ ، ۶۷ ، ۶۸ ، ۶۹ ، ۷۱ ، ۷۴ ، ۸۰
۸۱ ، ۸۵ ، ۸۶ ، ۸۹ ، ۹۰ ، ۹۴ ، ۹۵ ، ۹۷
۹۹ ، ۱۰۰ ، ۱۰۲ ، ۱۰۳ ، ۱۰۴ ، ۱۰۵ ، ۱۰۶ ، ۱۰۸
۱۰۹ ، ۱۱۰ ، ۱۱۱ ، ۱۱۲ ، ۱۱۳ ، ۱۱۴ ، ۱۱۶ ، ۱۱۷
۱۱۸ ، ۱۲۰ ، ، ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۶ ، ۱۲۷
۱۳۲ ، ۱۳۷ ، ۱۴۰ ، ۱۴۵ ، ۱۴۹ ، ۱۵۱ ، ۱۵۲ ، ۱۶۰
۱۶۱ ، ۱۶۲ ، ۱۶۳ ، ۱۶۸ ، ۱۶۴ ، ۱۷۵ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳
۱۸۴ ، ۱۸۵ ، ۱۸۶ ، ۱۸۷ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۱۹۲
۱۹۳ ، ۱۹۷ ، ۲۰۰ ، ۲۰۱ ، ۲۰۴ ، ۲۰۵ ، ۲۰۸ ، ۲۰۹
۲۱۱ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۲۱۴ ، ۲۱۵ ، ۲۱۷ ، ۲۲۱ ، ۲۲۳
۲۲۴ ، ۲۲۸ ، ۲۳۵ ، ۲۳۹ ، ۲۴۶ ، ۲۴۸ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰
۲۲۹ ، ۲۳۱ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶
۲۵۱ ، ۲۵۲ ، ۲۵۸ ، ۲۶۰ ، ۲۶۳ ، ۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۶۹

مندرجہ ذیل فضلاء درجہ جید میں کامیاب قرار دیے گئے

۱ ، ۷ ، ۸ ، ۹ ، ۱۵ ، ۱۸ ، ۲۱ ، ۲۲ ، ۲۷
۲۸ ، ۳۵ ، ۳۹ ، ۴۰ ، ۴۱ ، ۴۹ ، ۵۶ ، ۶۰
۶۴ ، ۶۹ ، ۷۸ ، ۷۹ ، ۸۲ ، ۸۳ ، ۸۴ ، ۸۷
۸۸ ، ۹۱ ، ۹۲ ، ۹۶ ، ۱۱۹ ، ۱۳۱ ، ۱۳۵ ، ۱۳۶
۱۴۸ ، ۱۴۹ ، ۱۵۰ ، ۱۵۳ ، ۱۵۵ ، ۱۶۴ ، ۱۶۵ ، ۱۶۷
۱۷۰ ، ۱۷۱ ، ۱۷۲ ، ۱۷۶ ، ۱۷۹ ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۱۸۸
۱۹۵ ، ۲۰۲ ، ۲۰۳ ، ۲۰۷ ، ۲۲۰ ، ۲۲۲ ، ۲۲۷ ، ۲۳۷
۲۴۱ ، ۲۴۳ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۲۶۲ ، ۲۶۶ ، ۲۶۷
۲۶۸

غلام احمد پرویز سے متعلق تعزیتی بیان پر مفتی اعظم پاکستان کی وضاحت

کراچی (پ ر) مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی (مدیر اقراء روضۃ الاطفال) اور مولانا مفتی احمد الرحمٰن مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ممتاز مسلم لیگی راہنما جناب غلام احمد پرویز سے متعلق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے ایک تعزیتی بیان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے۔ کہ جناب غلام پرویز نے اپنی تمام تر توانائی اسلام کے مطالعے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کے لیے وقف کر دی تھی۔ اس سلسلہ میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ صدر صاحب کے بیان سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ غلام احمد پرویز مسلمان تھے۔ جب کہ وہ اپنے مخصوص نظریات کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج تھے۔ اس سلسلہ میں علماء کرام کا ایک "متفقہ فتویٰ" شائع ہو چکا ہے جس پر برصغیر کے ایک ہزار سے زائد علماء کرام کے دستخط موجود ہیں۔ اس فتویٰ میں پرویز کے عقائد و تفصیلات درج ہیں۔

دعوت حفظ ایمان

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ السلام علیکم یا اهل الاسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ بحیثیت ایمان و اسلام و اخوت دینی اور اتحاد ملت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء ہونے کے لحاظ سے کافہ اہل اسلام خواص و عوام کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ اگرچہ

فتنے اور طرح طرح کے حوادث اور واردات اس دین سماوی پر وقتاً فوقتاً گزرتی رہی ہیں اور باوجود اس کے کہ آخری پیغام خدائے برحق کا یہ ہے کہ

الیوم اکملت لکم دینکم	آج کے دن میں نے دین
واتممت علیکم نعمتی	تمہارا کامل کر پہنچایا اور اپنی
ورضیت لکم الاسلام	نعمت تم پر پوری کردی اور
دینا۔	اسلام پر ہی تمہارا دین ہونے
	کے لیے راضی ہوا۔ اور
ماکان محمد ابا احد	نہیں محمدؐ کسی کے باپ تمہارے
من رجالکم ولکن	مردوں میں سے لیکن ہیں رسول
رسول اللہ وخاتم النبیین	خدا کے اور خاتم پیغمبروں کے
وکان اللہ بکل شیء	اور خدا ہر چیز کا اپنے امور
علیما۔	میں سے عالم ہے۔

اور اس کے قطعی الدلالت ہونے پر بھی امت محمدیہ کا اجماع منعقد ہوگیا اور ختم نبوت کا عقیدہ دین محمدیؐ کا ضروری جزو قرار پایا اور جس امت نے ہم تک یہ آیت پہنچائی اسی امت نے یہ مراد بھی پہنچائی اور اسی دعویٰ پر مسیلمہ کذاب اور اسود کذاب کو قتل کیا اور بڑا کفر دروں کا یہ دعویٰ قرار دیکر کذاب مشتہر کیا اور باقی جرائم کو کسوٹ کے ماتحت رکھا مگر پھر بھی بحکم حدیث نبویؐ بہت سے دجالوں نے نبوت کے دعوے کیے اور ان کی حکومتیں بھی رہیں اور بالآخر واصل بجہنم ہوگئے۔

ہمارے اس منحوس زمانہ میں جو یورپ کی ارتداد سے ایمان اور خیال ایمان کی فنا کا زمانہ ہے۔ منشی غلام احمد قادیانی کا فتنہ درپیش ہے اور گذشتہ فتنوں سے مزید ہے۔ اور حکومت وقت[1] بھی بمقابلہ مسلمانوں کے قادیانی جماعت کی امداد اور اعانت کر رہی ہے۔[2]

کوئی چیز ان کے اور اہل اسلام کے درمیان مشترک اور اتحادی باقی نہیں رہی۔ منشی غلام احمد قادیانی جو اس زمانہ کا دجال اکبر ہے، بجنس جزء وحی قرآن مجید پر اضافہ کرتے ہیں، جو کوئی ان کی اس بجنس جزء وحی کا انکار اور ان کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے اور اولاد زنا ہے اور کوئی اسلامی تعلق مثل جنازہ کی نماز اور نکاح کے اس کے ساتھ جائز نہیں پھر قرآن مجید کی تفسیر اس نے کل اپنے قبضہ میں رکھی ہے۔ دوسرے کسی کا کوئی حصہ نہیں لگتا۔ جیسے فارسی مثل ہے

خوردن زمین و قرشمردن از تو

اس کی تفسیر کے مقابل خواہ کل امت کا خلاف ہو وہ سب اس کے نزدیک گمراہ ہیں۔

حدیث پیغمبر اسلامؐ کی جو اس کی وحی سے موافق نہ ہو اس کی نسبت اس کی تصریح ہے کہ ردی کے ٹوکرے میں پھینک دی جائے ان دو اصول اسلام یعنی کتاب اور سنت کی تو

[1] حکومت برطانیہ

[2] یہ جماعت بہ نسبت یہود اور نصاریٰ و ہنود کے اہل اسلام کے ساتھ زیادہ عداوت رکھتی ہے

اس کے نزدیک یہ حاصلات ہے۔ اور بحسب تصریح اس کے اس پر شریعت بھی نازل ہوئی ہے۔ اور بمقابلہ اس عقیدۂ اسلامیہ کے کہ بعد ختم نبوت کے آئندہ کوئی شریعت نہ ہوگی۔ صریح ادعاء شریعت کیا ہے۔ اور نیز اس کا اعلان ہے کہ آئندہ حج کادیان کا ہوا کرے گا۔ اور نیز جہاد شرعی اس کے آنے سے منسوخ ہوگیا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو تین ہی ہزار نقل ہوتے ہیں۔ فقشی غلام احمد کادیانی کے تین لاکھ اور دس لاکھ تک ہیں۔ جن میں تحصیل چندہ کی کامیابی بھی شمار ہے اور اس کے اشعار ہیں۔ ؎

زندہ شد ہر نبی بآمدنم !
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم
آنچہ حق داد ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا تمام

نیز اپنی مسیحیت کی تولید میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی کہ جن پر ایمان جزء دین محمدی ہے۔ ایسی توہین کی ہے جس سے دل اور جگر شق ہوتا ہے، اور اس کے نزدیک تحقیق توہین ہے۔ الزامی یا بقول نصاریٰ تو درکنار رہی [1] اور ایسے ہی بزرگان اسلام حضرت حسین رضؓ وغیرہ ہم کی تحقیر اور اپنی تعلی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ غرض یہ کہ اس دجال کی دعوت اس کے نزدیک سب انبیاء اور رسل صلوات اللہ علیہم سے بڑھ چڑھ کر اور افضل و اکمل ہے۔ علمائے اسلام نے اس فتنہ کے استیصال میں خاصی خدمتیں کیں۔ مگر وہ خدمتیں انفرادی اور خصوصی تھیں۔ اس وقت کہ لطیفہ غیب نمودار اور نمایاں ہوا ہے۔ کہ مجاہد ملت جناب حامی الملت مولوی ظفر علیخان صاحب دام ظلہٗ اس کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس وقت جناب ممدوح اور ان کے رفقاء۔ جناب مولوی عبدالحنان صاحب اور مولوی لال حسین اختر اور احمدیار خانصاحب سپرد حوالات

---

[1] توہین عیسٰی علیہ السلام میں علاوہ اپنی تحقیقی توہین کے ایک طریقہ اور بھی اختیار کیا ہے۔ کہ نقل نصاریٰ کے سر پر رکھکر توہین کے ذریعہ اپنا دل ٹھنڈا کرتا ہے ع خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں یہ معاملہ بیشتر اسی پیغمبر حق کیساتھ کیا ہے تاکہ انکی عظمت دلوں سے اتار دے اور خود مسیح بن بیٹھے ! اسی واسطے ہنود کے پیشواؤں کے ساتھ ایسا نہیں کیا ہے مگر توقیر کی ہے

رہیں۔ ہم کو کچھ حمیت اور حمایت اسلام سے کام لینا چاہیے۔ اہل خطۂ کشمیر کو اور بوجہ سے کام لیں کہ جو کچھ کادیانی جماعت ان کی مدد کر رہی ہے۔ وہ اہل خطہ کے ایمان کی قیمت ہے۔ اور ناممکن ہے کہ کوئی امداد اور ہمدردی اس فرقہ کی ایمان خریدنے کے سوا ہو ؎

دانی کہ چنگ و عود چہ تقریر می کنند
پنہاں خورید بادہ کہ تکفیر می کنند

اور جن لوگوں نے اس فرقہ کے ساتھ کسی قسم کی رواداری برتی ہے وہ خطرہ میں ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ کوئی معمولی بدعت ہے بلکہ ایک جھوٹی پیغمبری سے ایک بڑی پیغمبری کادیانی میں تحویل ہوتا ہے اور جس کا جی چاہے ان عقائد ملعونہ کا ثبوت ہم سے لے اور اس شدید وقت میں کہ دلوں کو بے خبر کرکے ایمان پر چھاپہ مارا گیا ہے کچھ غیرت ایمانی کا ثبوت دے۔

جن حضرات نے اس احقر ـــــ سے حدیث شریف کے حرف پڑھے ہیں جو تقریباً دو ہزار ہوں گے وہ اس وقت کچھ ہمدردی اسلام کی کر جائیں اور کلمہ حق کہہ جائیں۔

اس فرقہ کی تکفیر میں توقف یا تو اس وجہ سے ہے کہ صحیح علم نصیب نہیں ہوا۔ اور اب تک ایمان اور کفر کا فرق ہی معلوم نہیں اور نہ کوئی حقیقت محصلہ ایمان کی ان کے ذہن میں ہے۔ اور یا کوئی مصلحت دنیاوی دامنگیر ہے۔ ورنہ اسلام کوئی نسبی اور نسلی لقب نہیں ہے۔ جیسے یہود اور ہنود کہ زائل نہ ہو۔ اور جو کوئی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے بس وہ قومی نسبی لقب یا ملکی و شہری نسبت کی طرح لاینفک ہی ہے بلکہ عقائد اور عمل کا نام ہے اور ضروریات قطعیہ اور متواترات شرعیہ میں کوئی تاویل یا تحریف بھی کفر و الحاد [1] ہے۔ جب کوئی ایک حکم قطعی اور متواتر شرعی کا انکار کردے وہ کافر ہے خواہ اور بہت سے کام اسلام کے کرتا ہو۔ ان اللہ لیؤید الدین بالرجل الفاجر اسی میں وارد ہوا ہے۔ حق تعالیٰ صحیح علم اور صحیح سمجھ اور توفیق عمل نصیب کرے۔ آمین

التماس

آخر میں یہ عاجز بحیثیت رعیت ریاست کشمیر ہونے کے

---

[1] زندقہ اور الحاد اس کو کہتے ہیں کہ سچے دین کو گڑ بڑ کر دے اور یہ کھلے کفر سے بدتر ہے۔ یہی اس دجال کی تعلیم کا حاصل ہے

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

قادیانیوں کی نئی شرارت

آجکل قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کے نام اس مضمون کے خطوط آ رہے ہیں کہ مسلمان اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ مٹا کر گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حالانکہ قادیانی خود گستاخ رسول ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ:

الف: دوبارہ بعثت "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے اس لئے قادیان کا اسود عنسی مرزا غلام قادیانی نعوذ باللہ خود محمد رسول اللہ ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

ب: اور یہ کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی روحانیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی روحانیت پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھی اور مرزا کی روحانیت چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور کامل ہے۔ حضور کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور مرزا کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے (خطبہ الہامیہ)

ج: اور یہ کہ مرزا خدا کا آخری نور ہے۔ (کشتی نوح)

د: اور یہ کہ مرزا افضل الرسل ہے کیونکہ آسمان سے کئی تخت اترے مگر مرزا کا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ (تذکرہ)

ہ: اور یہ کہ آسمان و زمین اور پوری کائنات کی تخلیق صرف مرزا کی خاطر ہوئی ہے۔ (تذکرہ)

و: اور یہ کہ مرزا کی وحی نبوت نے شریعت کی تجدید کی ہے اس لئے اب مرزا کی وحی اور تعلیم ہی پوری انسانیت کے لئے مدار نجات ہے۔ (اربعین)

ز: اور یہ کہ مرزا کے بغیر دین اسلام مردہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت ہے اور مرزا کو نہ ماننے والے تمام مسلمان، کافر اور جہنمی ہیں۔

(اخبار الفضل۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ تذکرہ)

الغرض قادیانی عقیدہ کے مطابق محمد رسول اللہ کا دوبارہ ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے، اور یہ دوسرا ظہور محمد عربی کے ظہور سے اعلیٰ و افضل اور اکمل ہے اس لئے مرزا خاتم النبیین اور آخری نبی بھی ہے، افضل الرسل بھی اور مدار نجات بھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں یہ قصیدہ نعتیہ پڑھا، اور مرزا قادیانی سے داد تحسین وصول کی۔

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں — غلام احمد ہوا دار الاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر — مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق — شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قادیانی جو کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھتے ہیں تو محض اس لئے کہ ان کے نزدیک مرزا قادیانی بعینہٖ "محمد رسول اللہ" کا ظہور کامل ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا منجھلا لڑکا مرزا بشیر احمد ایم۔ اے لکھتا ہے:

"مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود "محمد رسول اللہ" ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

(کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

انصاف کیجئے کہ کونسا غیرت مند مسلمان ایسا ہوگا جو اس پاک سرزمین میں قادیان کے اسود عنسی اور مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ کی حیثیت سے برداشت کرے؟ اور قادیان کے جعلی "محمد رسول اللہ" کے نام کا کلمہ لکھنے کی اجازت دے؟ پاکستان میں ایک معمولی کانسٹیبل کی جعلی وردی پہننے والے کو گرفتار کر لیا جاتا ہے، ہم پوچھتے ہیں کہ "محمد رسول اللہ" کی جعلی وردی پہننے والوں کو کیوں کھلی چھٹی ہے؟ کیا اس ملک میں نبی کے نام کی کوئی عزت نہیں؟

قادیانیوں کی عبادت گاہیں دراصل کفر و ارتداد کے مرکز، الحاد و زندقہ اور بے دینی کے اڈے اور حافظ ابن تیمیہ کے بقول "بیت الشیاطین" ہیں، ان موذی لوگوں کا ان خانوں پر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی چسپاں کرنا ان مقدس کلمات کی توہین ہے۔ جس طرح گندگی کی جگہ سے مقدس کلمات کا مٹانا واجب ہے ٹھیک اسی طرح قادیانیوں کی عمارتوں سے کلمہ طیبہ اور دیگر مقدس کلمات کا مٹانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان